مالِ مجور سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا مسئلہ، فقہی مسالک اور ان کے دلائل کا تقابلی مطالعہ

Payment of Zakāt from the wealth of Prevented Person
(An Analytical Study of Juristic Opinions and their Arguments)

Muhammad Arshad
Principal Govt. Graduate College, Mandi Bahaulddin
dr.arshadnwl@gmail.com
Muqeel Hussain
Ex Faculty Govt. College Women University, Sialkot
drmhussaini202@gmail.com

Abstract

There are some specifications and elaborations of duties and liabilities for the followers of every religion of the world. Zakāt is a religious obligation of the followers of Islām owing the financial and Sharṭ`ah capacity. Zakāt is collected from the wealth of a Muslim reaching the level of Nisāb. But if a Muslim is prevented from disposing of his property according to Sharṭ`ah limits and bindings such as Minor, Insane, Lunatic and Silly persons etc. and he owes the wealth at the level of Nisāb then how his wealth will be dealt with? This research paper is about the detailed discussion about this topic and different opinions of the Islamic jurist such as Hanafṭs, Malkṭs, Shaf`ṭs, Habalṭs and J`frṭs. Their opinions along with their arguments have been discussed in detail in this paper. Four types of arguments related to payment of zakāt from the wealth of prevented person have been discussed in this article. One of which is the arguments declaring the payment of zakāt obligatory, second type is of the arguments relaxing from this obligation and the third type is of the arguments binding the payment of zakāt but after attaining the age of majority and last one is the arguments binding the payment with some conditions.Then five schools of thought about the payment of zakāt from such wealth have been discussed in detail along with their arguments and in the conclusion the results of the discussion have been mentioned in four different point of views.This study will enable the readers and especially the guardians of the prevented persons perform their religious obligations related to the wealth of the persons prevented take any action in their wealth.

Key Words: Zakāt, Restricted, Puberty, Obligatory, Conditinal, Trade Guardian.

اس مضمون میں مجورافراد کے مال میں زکٰوۃ کی ادائیگی کے بارے احادیث اور آثار کے دلائل کا ذکر کیا جائے گا اور اس کے بعد فقہی مسالک کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔اس موضوع پر بحث سے قبل مجورافراد کی وضاحت اور زکٰوۃ کا مفہوم بیان کیا جائے گا۔تاکہ اس موضوع کو بطریق احسن سمجھا جاسکے۔

مجورافراد

مجورافراد سے مراد ایسے لوگ ہیں جو کم عمری یا کم عقلی کی بنا پر خود اپنے مال کو خرچ نہیں کر سکتے یا خود اپنے فیصلے نہیں کر سکتے بلکہ ان کے اولیاء ان کے فیصلے کرتے ہیں۔لفظ مجور حجر سے نکلا ہے اور ثلاثی مجرد ہے جس کا معنی "تصرف سے منع کرنا" ہے۔ابن منظور افریقی اور زبیدی نے لفظ حجر کے معنی کے حوالے سے عربوں کا ایک مقولہ بیان کیا ہے کہ:

حجر القاضی علی الصغیر والسفیه اذ منعهما من التصرف فی مالهما[1]

"قاضی نے بچے اور بیوقوف کو روک دیا اور یہ اس وقت کہا جائے گا جب وہ ان کو ان کے مالوں میں تصرف سے منع کر دے گا"

قرآن حکیم میں بھی اس لفظ کو منع کرنے کے مفہوم میں بیان کیا گیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ[2]

"اور وہ اپنے کیال میں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چارپائے اور کھیتی منع ہے انہیں کوئی نہ کھائے سوائے اس شخص کے جسے ہم چاہیں"۔دوسرے مقام پر ہے:

---

[1] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم (۷۱۱ھ) لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، طبع اولیٰ: ۱۹۸۸ء، ۴/۱۶۷؛ زبیدی، محمد مرتضیٰ، (م ۱۲۰۵ھ) تاج العروس، دار الفکر، بیروت، لبنان ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء ۱۰/۵۳۱

Ibn-i- Manzūr Afrīqy, Muhammad Ibn Mukrram (711 H) Lisan-al-`rab,Dar-o-Ihīā al turāth al `rabī, Bīrūt, Lubnān,1st. Edition,1988 AD, 4/147. ;Zubīdy, Muhammad Murtazā, (1205AH),Tajul`rūs,Dar al-Fikr, Bīrūt, Lubnān, 1414 AH / 1994AD,10/531.

[2] ۔الانعام: ۶/۱۳۶

Al Qur'ān,:6/136

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَى يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا[3]

"اور جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کیلئے خوشی کی بات نہیں ہوگی اور وہ کہیں گے خدا کرے تم روک لئے جاؤ"

ان آیات میں لفظ حجر روکنے اور منع کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ابن منظور افریقی اور زبیدی نے لفظ حجر کے معنی پر ان آیات سے استدلال کیا ہے۔علامہ جرجانی حجر کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

الحجر فی اللغة مطلق المنع وفی الاصطلاح منع نفاذ تصرف قولی لا فعلی لصغر ورق وجنون[4]

"لغت میں حجر سے مراد مطلق منع کرنا ہے جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد صغر سنی، غلامی اور پاگل پن کی بناء پر تصرف قولی سے منع کرنا ہے نہ کہ تصرف فعلی سے منع کرنا"

مجور افراد حسب ذیل ہیں

١۔یتیم ٢۔مجنون ٣۔سفیہ ٤۔معتوہ ٥۔مملوک

ان الفاظ کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے۔

١۔یتیم: سید شریف جرجانی یتیم کی تعریف یوں کرتے ہیں:

هوالمنفرد عن الاب لان نفتقه عليه لا على الام[5]

"وہ بچہ جو باپ سے جدا ہو کیونکہ اس بچے کا نفقہ اس کے ذمے ہے نہ کہ ماں کے"

سو ایسا بچہ جس کا باپ وفات پا جائے تو اس وقت تک یتیم شمار ہوگا جب تک وہ نابالغ رہے گا۔بالغ ہونے کے بعد اس کو یتیم شمار نہیں کیا جائے گا۔ہاں اس کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ اس نے بچپن یتیمی میں گزارا۔

٢۔مجنون: لفظ مجنون جنون سے نکلا ہے اور جنون کی تعریف ملاجیون کے نزدیک یوں ہے:

---

[3]۔الفرقان: ٢٥/٢٢

Al Qur'ān,:25/22

[4]۔جرجانی، سید شریف علی بن محمد (م ٨١٤ھ) کتاب التعریفات/٣٦، انتشارات ناصر خسرو، تہران، ایران

Jurjāny, Syed Sharīf 'lī bin Muhammad (814 AH.),Kitāb-al-Ta'rīfat /36, Intishārāt Nasir Khusrū, Tehrān, Aīrān.

[5]۔ایضاً، ١١٣

Ibid:113

هوآفة تحل بالدماغ بحيث يبعث على افعال خلاف مقتضىٰ العقل من غير ضعف فى اعضائه[6]

"ایسی آفت کو کہتے ہیں جو دماغ پر طاری ہو جائے اس طرح کہ عقل کے تقاضے کے خلاف افعال پر ابھارتی ہو بغیر اس کے اعضاء میں کمزوری پیدا کیے"

سید شریف جرجانی مجنون کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

هو من لم يستقم كلامه وافعاله[7] "وہ آدمی جس کا کلام اور افعال درست نہ ہو"

سو مجنون ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی ذہنی کیفیت ایسی ہو جس کی بنا پر اس سے عقل کے تقاضوں کے خلاف کلام اور افعال سر زد ہوں۔

۳۔ سفیہ: یہ لفظ سفہ سے نکلا ہے۔ لغت میں خفت اور ہلکے پن کو کہتے ہیں۔ اس کی اصطلاحی تعریف ملا جیون کے نزدیک یوں ہے۔

هو العمل بخلاف موجب الشرع[8] "ایسا عمل جو شریعت کے تقاضے کے خلاف ہو"

سو سفیہ ایسے شخص کو کہیں گے جو عقل اور شریعت کے تقاضوں کے خلاف مال خرچ کرنے والا ہو۔

۴۔ معتوہ: یہ لفظ عتہ سے ہے۔ معتوہ کی تعریف سید شریف جرجانی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

هو من كان قليل الفهم مختلط الكلام فاسد التدبير[9]

"وہ آدمی جو کم سمجھدار، کلام میں اختلاط اور فاسد تدبیر کرنے والا ہو"

---

[6]۔ ملا جیون، احمد بن ابی سعید (م ۱۱۳۰ھ) نور الانوار/۲۸۸، مکتبہ علیمی، لاہور

Mullā Jī ūan, Ahmad Bin Abi S`īd (1130AH) Nūr Al-Anūār / 288,Maktaah `alīmy, Lahore.

[7]۔ جرجانی، التعریفات/۸۹

Jurjāny, Kitāb-al-Ta'rīfat:79

[8]۔ ملا جیون، نور الانوار/ ۳۰۸

Mullā Jī ūan, Nūr Al-Anūār:308

[9]۔ جرجانی، التعریفات/۹۷

Jurjāny, Kitāb-al-Ta'rīfat: 97

۵۔ مملوک: اس سے مراد وہ شخص ہے جو کہ کسی کی ملکیت میں ہو اور اس وجہ سے وہ اپنے معاملات کا فیصلہ اپنے مالک کی رضامندی کے بغیر نہ کر سکتا ہو۔ سید شریف جرجانی اس کی وضاحت میں رق کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو لغت میں ضعف اور کمزوری کے معنی میں ہے جبکہ فقہاء کی اصطلاح میں یہ عجزِ حکمی سے عبارت ہے کیونکہ اسی عجز کی وجہ سے وہ آزاد افراد جیسا اختیار نہیں رکھتا[10]۔

مذکورہ بالا افراد میں سے یتیم نابالغ ہوتا ہے۔ مگر سفیہ، معتوہ اور مجنون بالغ اور زیادہ عمر والے ہونے کے باوجود نابالغ کی طرح اولیاء اور سرپرستوں کے محتاج ہوتے ہیں کیونکہ یہ تمام افراد ذہنی سطح پر اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ اپنے معاملات کو خود طے کر سکیں۔

زکوٰۃ کا مفہوم: زکوٰۃ کا لغوی مفہوم امام راغب اصفہانی یوں بیان کرتے ہیں:

اصل الزکوٰة النمو الحاصل من برکة اللّٰه تعالیٰ و یعتبر د لک بالامور الدنیویة والاخرویة یقال زکا الزرع یزکو اذاحصل منه نموو برکة [11]

"زکوٰۃ کا اصل ایسی نشوونما ہے جو اللہ تعالیٰ کی برکت سے حاصل ہو اور اس کا دنیوی اور اخروی امور میں اعتبار کیا گیا ہے۔"زکا الزرع" اس وقت کہا جاتا ہے جب نشوونما اور برکت حاصل ہو"

امام راغب اصفہانی زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ برکت کی امید یا نفس کے تزکیہ یعنی اس کی خیرات اور برکات کی نشوونما یا دونوں کیونکہ دونوں بھلائیاں اس میں موجود ہیں۔

امام فخر الدین رازی کے مطابق لفظ زکوٰۃ تطہیر سے نکلا ہے۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً [12] ای طاهرة [13]"کیا تو نے ایک پاکیزہ جان کو قتل کر دیا" اب زکوٰۃ کے عملی مفہوم کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والا تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ایسے مال کے بارے فرمایا۔

---

[10]۔ ایضاً/٤٩

Ibid:49

[11]۔ راغب اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد (م ٥٠٢ھ) المفردات/ ٢١٣، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان

Rāghib Asfahany, Abū al-Qāsim al-Hussīn bin Muhammad (502AH) Al-Mufrdāt / 213, Dār al-M`rifa, Bīrūt, Lubnān.

[12]۔ الکھف،١٨/ ٧٤

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا[14]

"آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے کر ان کو پاک اور ستھرا کیجئے"

اس فرمان میں بھی زکوٰۃ کو مالی طہارت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے جو کہ اس کا عملی اثر ہے۔امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں:

وبزكاءِ النفس وطهارتها يصير الانسان بحيث يستحق فى الدنيا الاوصاف المحمودة و فى الآخرة الاجر والمثوبة[15]

"اور نفس کی پاکیزگی وطہارت سے انسان دنیامیں اوصاف محمودہ اور آخرت میں اجر وثواب کا مستحق بن جاتاہے"

اس آیتِ قرآنی میں زکوٰ کے دنیوی واخروی اثر اور معنیٰ کو واضح کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تزکیہ کا لفظ زکوٰۃ کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ کئی بار نماز کی ادائیگی کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ[16] "تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"۔

عربی محاورہ میں زکوٰۃ کا لفظ نشو ونما کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔اور تزکیہ کے معنیٰ میں قرآن حکیم میں اس کا استعمال کثرت سے ہے مثلاً

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا[17] "تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے اپنا نفس پاک کیا"

Al Qur'ān, :18/74

[13]۔رازی،ابو عبداللہ محمد بن عمر (م۶۰۶ھ) مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) ۳/ ۴۴ مکتب الاعلام الاسلامی، ایران، ۱۲۱۳ھ

Rāzy, Abū `abdullah Muhammad bin `umar (606AH) Mafātīh-al-Ghaīb(Tafsīr-e-kabīr) 3/44, Maktab al `alalām-al-aslamy, Aīrān,1213AH.

[14]۔التوبۃ،۹/ ۱۰۳

Al Qur'ān,: 9/103

[15]۔راغب اصفہانی،المفردات/ ۲۱۳

Rāghib Asfahany, Al-Mufrdāt: 213

[16]۔البقرۃ،۲/ ۴۳

Al Qur'ān,: 2/43

[17]۔الشمس،۹۱/ ۹

Al Qur'ān,: 91/9

يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُم[18]

" وہ(رسول ﷺ) تمہارے اوپر ہماری آیات تلاوت کرتے ہیں اور وہ تمہیں پاک صاف کرتے ہیں"

بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ[19] "بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے پاک صاف کرتا ہے"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ لفظ زکٰوہ پاکیزگی اور طہارت کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ زکٰوۃ کے لغوی مفہوم نشوونما اور پاکیزگی کے بعد ذیل میں زکٰوۃ کا اصطلاحی مفہوم سید شریف جرجانی کے الفاظ میں یوں ہے:

فی الشرع عبارة عن ایجاب طائفة من المال فی مال مخصوص لمالک مخصوص[20]

"شریعت میں مال کے ایک حصے کو مخصوص مال میں سے مخصوص مالک کے لیے لازم کرنے کو زکٰوۃ کہتے ہیں"

مجور افراد کے مال سے زکٰوۃ کی ادائیگی اور عدم ادائیگی کے حوالے سے روایات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔اس مضمون میں چار طرح کی احادیث وآثار کا ذکر کیا جائے گا۔

ادائیگی زکٰوۃ کے بارے میں احادیث وآثار:

سب سے پہلے ان روایات کا ذکر کیا جائے گا جن میں مجور افراد کے مال سے ادائیگی زکٰوۃ کا حکم دیا گیا ہے۔اور اسی ادائیگی زکٰوۃ کے سبب ان کے اولیاء کو ان کے مالوں سے تجارت کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ ان کے مال ادائیگی زکٰوۃ کے سبب ختم نہ ہو جائیں۔

ا۔ حضرت عبداللہ عمرو بن عاصؓ سے روایت کو امام ترمذی یوں بیان فرماتے ہیں:

أن النبي ﷺ خطب الناس فقال ألا من ولی یتیماً له مال فلیتجر فیه ولا یترکه حتی تأكله الصدقة[21]

[18]۔ البقرہ، ۲/۱۵۱

Al Qur'ān,: 2/15

[19]۔ النساء، ۴/ ۴۹

Al Qur'ān,: 4/49

[20]۔ جرجانی، التعریفات/ ۵۰

Jurjāny, Kitāb-al-Ta'rīfat: 50

[21]۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م۲۷۹ھ) الجامع، ابواب الزکاۃ، باب ما جاء فی زکوۃ مال الیتیم، ۱/۱۳۹، اسلامی کتب خانہ دیوبند، بھارت، ۱۹۸۵ء

"بے شک نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا خبردار جو کوئی ایسے یتیم کا ولی بنا، جس کے پاس مال ہو تو وہ ضرور اس کیلئے تجارت کرے اور اسے ترک نہ کرے یہاں تک کہ صدقہ (زکوٰۃ) اسے کھا جائے"

۲۔ انہی سے ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إحفظوا اليتامىٰ في أموالهم لا تأكلها الزكاة [22]

" تم یتیموں کے مالوں کی حفاظت کرو تا کہ زکوٰۃ اسے کھا نہ جائے"

ان دونوں روایات میں تجارت کرنے کا حکم اس وجہ سے دیا ہے تا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے یتامیٰ کا مال ختم نہ ہو جائے۔

۳۔ انہی سے ایک روایت میں تجارت کے ذکر کے بغیر مال یتیم میں زکوٰۃ کا ذکر یوں ہے:

قال رسول الله ﷺ في مال اليتيم زكاة[23] "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مال یتیم میں زکوٰۃ ہے"

ان تینوں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مال یتیم میں زکوٰۃ لازم ہے اور ولی جہاں یتیم کے دیگر معاملات کا نگران ہے وہیں شرعی حکم کے مطابق اس کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی ذمہ دار ہے۔

۴۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں:

إبتغوا بأموال اليتامىٰ لا تستهلكها الزكاة[24]

"تم یتامیٰ کے مالوں کے ساتھ تجارت کرو کہ زکوٰۃ اسے ہلاک نہ کر دے"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے ہاں بھی یتامیٰ کے اموال سے زکوٰۃ کی ادائیگی اور ان سے تجارت لازمی امر ہے۔

Tirmiḍy, Abū `īsā Muhammad Bin `īsā (279AH) Al-Jāmi` ',Abūāb-al-Zakūāt,Bāb Mā Jāa Fī Zakūāt-e- Māl-al- Yatīm, 1/139, Islāmy kutab Khānah Dīūband, Bhārat, 1985AD.

[22]۔ دار قطنی، علی بن عمر (م ۳۹۸ھ) السنن، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکٰوۃ فی مال الصبي و الیتیم، ۲/۱۱۰، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور

Dār-e-Qutny, `aly Bin `umar (398H)Al-Sunan,Kitāb-al- Zakūāt, Bāb ūujūb-al-Zakūāt Fy Māl-al-Sabīe `a- īatīm,2/110, Dār-al-Nashr-al- kutub-al-aslāmīah, Lāhūr.

[23]۔ ایضاً

Ibid.

[24]۔ ایضاً/۱۱۱

Ibid: 111.

۵۔امام زھری، حضرت عمر فاروقؓ کا معمول ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کان یزکی مال الیتیم[25] "وہ مال یتیم سے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کا مالِ یتیم سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا عمل دائمی تھا۔

٦۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حوالے سے قاسم بن محمد یوں بیان کرتے ہیں:

کان مالنا عند عائشة ؓ فكانت تزكيه، ونحن يتامىٰ[26]

"ہمارا مال حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تھا سو وہ اس سے زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں اس حال میں کہ ہم یتیم تھے"

٧۔حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک اور روایت یوں ہے:

كانت عائشة ؓ تليني وأخاً لی يتيمين في حجرها فكانت تخرج من أموالنا الزكوٰة[27]

"حضرت عائشہ میری (قاسم) اور میرے بھائی دونوں یتیموں کی پرورش کیا کرتی تھیں۔ سو وہ ہمارے مالوں سے زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں"

مذکورہ بالا دونوں روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہؓ کا معمول تھا کہ وہ یتامیٰ کے مالوں سے زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں۔

٨۔حضرت نافع، حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

إنه كان يزكي مال اليتيم[28] "وہ مال یتیم سے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے"

٩۔انہی سے حضرت ابن عمرؓ کا معمول ان الفاظ میں بھی مروی ہے:

---

[25]۔عبدالرزاق، المصنف، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ مال الیتیم، ٦٩/٤

abd- al-Razzāq,Al-Musannaf, Kitāb-al- Zakūāt, Bāb Sadqat-e- Māl-al-īatīm,4/69.

[26]۔ایضاً

Ibid.

[27]۔ مالک بن انس(م١٧٩ھ)، الموطأ، کتاب الزکوٰۃ، باب أموال الیتامی/٢٥٥، فرید بک سٹال، لاہور، طبع اول ١٤١٣ھ/١٩٧٣ء

Mālik Bin Anas (179H), Al-Muūatta, Kitāb-al- Zakūāt, Bāb Amūāl-al-ūatāmā/255,Farīd Book Stāl, Lāhūr, 1st. Ed.1413AH /1973AD.

[28]۔دار قطنی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب زکوٰۃ اموال الیتامی، ٢/١١١

Dār-e-Qutny, Kitāb-al- Zakūāt, Bāb Zakūāt-e- Amūāl- al-ūatāmā: 2/111

إنه يخرج زكاتها كل عام من أموالهم[29] "وہ ان (یتامیٰ) کے مالوں سے ہر سال زکوٰۃ نکالا کرتے تھے"
ان دونوں روایات سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ وہ یتامیٰ کے اموال سے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے۔

۱۰۔ حضرت عبیداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

باع لنا علي أرضاً بثمانين ألفاً فلما أردنا قبض مالنا نقصت فقال إنى كنت أزكيه وكنا يتامىٰ فى حجره[30]

"حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ہماری زمین اسی ہزار کے عوض بیچی سو جب ہم نے اپنے مال کے قبضے کا ارادہ کیا تو وہ کم تھا سو آپؓ نے فرمایا میں اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرتا تھا حالانکہ ہم انکی زیر پرورش یتیم تھے"

اسی مفہوم کی روایت دار قطنی میں بھی مذکور ہے[31]

۱۱۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی روایت میں واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو زمین دی تھی ان کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس زمین پر وصی مقرر کیا تو آپ نے اس زمین کی قیمت میں سے بچوں کی بلوغت تک کے سارے عرصہ کی زکوٰۃ کاٹ کر بقایا رقم بالغ ہونے کے بعد ان کے بچوں کو ادا کی۔[32]

۱۲۔ امام بیہقی، حضرت علیؓ کے حوالے سے روایت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

---

[29]۔ عبدالرزاق، المصنف، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ مال الیتیم، ۴/۷۰

abd- al-Razzāq,Al-Musannaf, Kitāb-al- Zakūāt, Bāb Sadqat-e- Māl-al-īatīm,4/70

[30]۔ ایضاً

Ibid.

[31]۔ دار قطنی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب استقراض الوصي من مال الیتیم، ۲/۱۱۲

Dār-e-Qutny, Kitāb-al- Zakūāt, Bāb Aistiqrādh-al- ūasiy-e-Min Māl-al-īatīm: 2/112.

[32]۔ ایضاً

Ibid.

كان معه مال يتيم فكان يزكيه[33] "ان کے پاس مال یتیم تھا سو وہ اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے"

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کا معمول یہی تھا کہ وہ مال یتیم سے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے۔ پہلی دو روایات میں سے اول الذکر روایت میں زمین بیچنے کی نسبت حضرت علیؓ کی طرف ہے جبکہ دوسری روایت میں حضرت عمرؓ کی طرف ہے مگر دونوں میں حضرت ابو رافع کے بیٹوں کے متعلق بات ہے۔

۳۱۔ حضرت جابرؓ کا قول امام ابن ابی شیبہ یوں ذکر کرتے ہیں:

في مال اليتيم زكاة[34] "یتیم کے مال میں زکوٰۃ ہے"

امام عبد الرزاق، حضرت جابرؓ کا فعل مبارک یوں ذکر کرتے ہیں:

جابر يعطى زكاته[35] "جابرؓ اس (مال یتیم) کی زکوٰۃ دیتے تھے"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جابرؓ کے قول و فعل کے مطابق مالِ یتیم میں زکوٰۃ لازم ہے۔

۴۱۔ حضرت عطاء کے حوالے سے مروی ہے:

أنه رأى في مال اليتيم زكاة[36] "بے شک ان کی رائے یتیم کے مال میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی تھی"

۵۱۔ امام شعبی کا مال یتیم کے حوالے سے قول ہے:

---

[33]۔ بیہقی، احمد بن حسین (م۴۵۸ھ) السنن الکبریٰ، کتاب الوصایا، باب ما يجوز للوصي أن يصنعه، ۶/۴۶۶، دار الکتب العلمیہ، بیرات، لبنان

Bīhaqy,Ahmad Bin Hussīn (458AH) Al-Sunan-al-Kubrā, Kitāb-al-ūasāīā,Bāb Mā Yajūzu Lil- ūasyye An Yasn`ahu,6/464, Dār-al-Kutub-al-`ilmīīah, Bīrūt, Lubnān.

[34]۔ المصنف، کتاب الزکوٰۃ، باب ما قالوا فی مال الیتیم ۳/۱۴۹

Al-Musannaf, Kitāb-al- Zakūāt, Bāb Mā Qālū Fī Māl-al-īatīm,3/149

[35]۔ ایضاً

Ibid.

[36]۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ (م۲۳۵ھ) المصنف، کتاب الزکوٰۃ، ۳/۰۵۱، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی

Abn-e-Abī Shībah, Abū Bakar `abdullah Bin Muhammad Bin Abī Shībah (235AH) Al-Musannaf, Kitāb-al- Zakūāt,3/051, Adārat-al-Qurān ūal-`ulūm-al-Aslamīīah, Karāchy.

في مال اليتيم زكاة[37] "مال یتیم میں زکوٰۃ ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ عطاء اور شعبی کی رائے کے مطابق یتیم کے مال میں زکوٰۃ ہے۔

۶۱۔ابن سیرین کا قول یوں ہے:

في مال اليتيم له حق وعليه حق[38]

"مالِ یتیم میں اس کیلئے حق ہے اور اس کے ذمے لازم ہونے والا حق بھی ہے"

ابن سیرین کا قول بڑی جامعیت کا حامل ہے کہ مالِ یتیم میں اس یتیم کے فائدے والے امور کرنے بھی لازم ہیں اور اس کے ذمے ہونے والے تمام حقوق کی ادائیگی بھی لازم ہے۔

۷۱۔حضرت طاؤس فرماتے ہیں:

زکّ مال اليتيم وإلا فهو دين في عنقک[39] "مالِ یتیم کی زکوٰۃ ادا کر وو گرنہ وہ تیری گردن میں قرض ہو گا"

اس سے معلوم ہوا کہ مال یتیم سے زکوٰۃ کی ادائیگی ولی کے فرائض میں سے ہے۔اگر اس ایسا نہ کیا تو وہ اس کی گردن میں قرض کی طرح ہو گا۔

مذکورہ بالا احادیث وآثار سے معلوم ہوا کہ مطلقاً مالِ یتیم میں زکوٰۃ لازم ہے۔

مجور افراد کے مال میں زکوٰۃ کا عدم وجوب اور احادیث وآثار

اب مجور افراد کے مال سے زکوٰۃ کے عدم وجوب اور عدم ادائیگی کے ذکر پر مشتمل احادیث وآثار کا ذکر کیا جائے گا۔

۱۔حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يحتلم وعن المجنون حتى يعقل[40]

---

[37]۔ایضاً

Ibid.

[38]۔ایضاً

Ibid.

[39]۔یضاً

Ibid.

"تین افراد سے قلم اٹھالیا گیا، سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے اور بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک کہ اسے سمجھ آجائے"

۲۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

لایجب علی مال الصغیر زکاۃ حتی تجب علیه الصلاۃ[41]

"بچے کے مال پر زکوٰۃ لازم نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر نماز لازم نہ ہو جائے"

ظاہر ہے کہ بچے پر بالغ ہونے سے پہلے نماز لازم نہیں ہوتی اس لیے زکوٰۃ بھی لازم نہیں ہوتی۔ اور یہ دونوں عبادات بالغ ہونے پر ہی لازم ہوتی ہیں۔

۳۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

لیس في مال الیتیم زکوٰۃ[42] "یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے"

۴۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں:

لیس في مال الیتیم زکوٰۃ ولا یجب علیه الزکوٰۃ حتی یجب علیه الصلاۃ[43]

"مال یتیم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ لازم نہیں یہاں تک کہ اس پر نماز لازم ہو جائے"

ایک اور روایت میں ہے کہ مال یتیم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ [44]

40۔ أبوداود، سلیمان بن اشعث (م ۲۷۵ھ) السنن، کتاب الحدود، فی المجنون، ۲/۲۵۷، مکتبہ امدادیہ ملتان

Abū Dāūūd, Salīmān Bin Ash'ath (275AH) Al-Sunan, Kitāb al-Hudūd, Fy-al-Majnūn,2/257 Maktbah-aI-Amdādīayh Mult ān.

41۔ دار قطنی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب استقراض الوصي من مال الیتیم، ۲/۱۱۲

Dār-e-Qutny, Kitāb-al- Zakūāt, Bāb Aistiqrādh-al- ūasiy-e-Min Māl-al-īatīm:2/112

42۔ عبدالرزاق، المصنف، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ مال الیتیم، ۴/۶۹

abd- al-Razzāq,Al-Musannaf, Kitāb-al-Zakūāt, Bāb Sadqat-e- Māl-al-īatīm:4/49

43۔ شیبانی، محمد بن حسن (م ۱۸۹ھ)، کتاب الآثار، ۴۶۰، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی؛ ابن ابی شیبہ، المصنف، کتاب الزکوٰۃ، ۳/۱۵۰

Shībāny, Muhammad Bin Hassan (189AH), Kitāb-al-Aathār,460, Idārat-al-Qurān ūal-`ulūm-al-Islāmīah, Karāchy., Abn-e-Abī Shībah, Al-Musannaf, Kitāb-al-Zakūāt,3/150.

۵۔ حضرت حسن بصری سے مالِ یتیم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

عندي مال لابن أخي فما أزكيه[45] "میرے پاس میرے بھتیجے کا مال ہے سو میں اس کی زکوۃ ادا نہیں کرتا"

٦۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے:

ليست عليه زكاة كما ليست عليه صلوٰة[46] " اس پر زکوۃ نہیں جیسے اس پر نماز لازم نہیں ہے"

سو حضرت حسن بصری کے قول اور عمل دونوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مالِ یتیم میں زکوۃ لازم نہیں ہے۔

۷۔ عامر شعبی فرماتے ہیں:

ليس في مال اليتيم زكوٰة[47] " یتیم کے مال میں زکوۃ نہیں ہے"

ان سے مال یتیم میں زکوۃ کے وجوب کا قول بھی ہے۔

۸۔ حضرت ابو وائلؒ فرمایا کرتے تھے:

كان في حجرى يتيم له ثمانية الآف فلم أزكها حتى لما بلغ رفعتُهاإليه[48]

"میری زیر پرورش ایک یتیم تھا اس کے آٹھ ہزار دینار تھے۔ سو میں نے اس کی زکوۃ ادا نہ کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گیا تو میں نے وہ رقم اس کو لوٹا دی"

44۔ ایضاً

Ibid.

45۔ عبد الرزاق، المصنف، کتاب الزکوۃ، ۴/۷۰

abd- al-Razzāq,Al-Musannaf, Kitāb-al- Zakūāt,: 4/70

46۔ ایضاً

Ibid.

47۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، کتاب الزکوۃ، باب ما قالوا فی مال الیتیم زکوۃ، ۳/۱۵۱

Abn-e-Abī Shībah, Al-Musannaf, Kitāb-al- Zakūāt,Bāb Mā Qālū Fy Māl-al-atīm Zakūāt:3/151

48۔ ایضاً

Ibid.

مذکورہ سابقہ روایات کے برعکس ان مروی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مال یتیم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی لیکن ایک مسئلہ پھر بھی موضوعِ بحث رہتا ہے کہ کیا یہ ادائیگی صرف اس یتیم پر فی نفسہ لازم نہیں یا اس کے متعلقین میں سے کسی پر لازم نہیں فقہاء کے اس موضوع پر بھی دلائل موجود ہیں۔

بلوغت کے بعد یتامیٰ کو اپنے مالوں سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا اختیار

حضرت مجاہد، حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

سئل عن أموال اليتامىٰ فقال إذا بلغوا فاعلموهم ماحل فيها من زكاة فإن شاؤا زكوه وإن شاء وا تركوه[49]

"ان سے یتامیٰ کے اموال کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا جب وہ بالغ ہوں تو ان کو اس میں لازم ہونے والی زکوٰۃ بتاؤ، سو وہ چاہیں تو زکوٰۃ ادا کریں اور چاہیں تو نہ کریں"

اسی طرح ان سے مروی ایک دوسری روایت میں ان بچوں کے سمجھداری کی عمر میں پہنچنے پر مال ان کے سپرد کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی یا عدمِ ادائیگی کا معاملہ ان پر چھوڑنے کی بات کی گئی ہے۔[50]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی مذکورہ بالا تینوں روایات میں ایک بات مشترک ہے کہ مال یتیم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔ مؤخر الذکر دو روایات میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ ولی مال یتیم میں لازم ہونے والی زکوٰۃ کا حساب رکھے گا اور بلوغت کے بعد اس کو بتائے گا مگر اسکے باوجود زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی وہ چاہے تو زکوٰۃ دے چاہیے تو نہ دے۔

مال یتیم میں زکوٰۃ تجارت سے مشروط

فقہ جعفری کی روایات کے مطابق مال یتیم میں زکوٰۃ تجارت سے مشروط ہے۔ اس حوالے سے بعض روایات کا ذکر حسب ذیل ہے:

۱۔ ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

ليس في مال اليتيم زكوٰة إلا أن يتجر به[51]

---

[49] ۔ایضاً

Ibid.

[50] ۔ابن ابی شیبہ، المصنف، کتاب الزکوٰۃ، باب ما قالوا فی مال الیتیم زکوٰۃ، ٣/١٥٠

Abn-e-Abī Shībah, Al-Musannaf, Kitāb-al- Zakūāt,Bāb Mā Qālū Fy Māl-al-īatīm Zakūāt: 3/150

"یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر اس صورت میں جب اس کے ساتھ تجارت ہو"

۲۔ایک اور روایت میں جب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مال یتیم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

إذا وجبت عليهم الصلاة وجبت عليهم الزكاة[52]

"جب ان پر نماز واجب ہو گی اس وقت ہی ان پر زکوٰۃ لازم ہو گی"

۳۔اسی طرح ایک روایت میں ولی کیلئے یتیم سے آٹھ مہینے تجارت کرنے اور چار مہینے تجارت نہ کرنے پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عليک زكاة[53] "تجھ پر زکوٰۃ لازم ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے سال کے اکثر وقت کا لحاظ ہو گا اگر سال کا اکثر وقت تجارت میں اور تھوڑا وقت بغیر تجارت کے گذرتا ہے تو اس روایت کے مطابق یتیم کے مال پر زکوٰۃ لازم ہو گی۔ان تمام رویات سے واضح ہوتا ہے کہ مال یتیم سے تجارت کرنے پر ہی زکوٰۃ لازم ہو گی اور تجارت نہ کرنے کی صورت میں زکوٰۃ لازم نہیں ہو گی۔

مجور افراد کے مال سے زکوٰۃ اور فقہی مسالک

مجور افراد کے مال میں زکوٰۃ کے وجوب یا عدم وجوب کے بارے میں روایات کا ذکر ہوا۔انہی روایات کی بنیاد پر مختلف فقہی مسالک نے مختلف موقف اپنائے۔اس حوالے سے فقہی مسالک اور ان کے بعض دلائل کا ذکر حسب ذیل ہے:

---

[51]۔ طوسی، ابو جعفر محمد بن حسن(۴۲۰ھ) الاستبصار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ فی مال الیتیم الصامت إذا اتجر به، ۱/۲۹، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ایران، ۱۳۹۰ھ

Tūsy, Abū Ja`far Muhammad Bin Hassan (420AH) Al-Istibsār,Kitāb-al-Zakāt,Bāb Zakāt Fy Māl-al- ūatīm al Samit Aiḍā Attajrah,1/29, Dār-al-Kutub-al- Islāmīīah, Tehrān, Irān,1390AH.

[52]۔ ایضاً

Ibid.

[53]۔ طوسی، الاستبصار، کتاب الزکاۃ، باب الزکوٰۃ فی مال الیتیم، ۲/۲۹

Tūsy, Al-Istibsār,Kitāb-al-Zakāt,Bāb Zakāt Fy Māl-al- ūatīm: 2/29

احناف:

احناف کے نزدیک مجور افراد میں سے یتیم کے مال سے زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ان کے اس موقف پر دلائل کاذکر گذشتہ صفحات میں ہوا۔اسی امر کی تفصیلات کے لیے اکابر احناف کے اقوال حسب ذیل ہیں:

١۔امام محمد شیبانی، حضرت ابن مسعودؓ کا قول اور اس کے بعد اپنا اور امام ابو حنیفہ کا موقف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

ليس في مال اليتيم زكوٰة وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة[54]

"مال یتیم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور اسی موقف کو ہم اپناتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ کا موقف ہے"

امام محمد شیبانی "الجامع الصغیر میں بچے پر زکوٰۃ کے عدم وجوب کا ذکر یوں کرتے ہیں:

فليس على الصبي شيء[55] "بچے پر کوئی چیز لازم نہیں"

٢۔امام کاسانی احناف کے نزدیک زکوٰۃ کے وجوب کیلئے بلوغت کی شرط کاذکر یوں کرتے ہیں:

منها البلوغ عند نافلا تجب على الصبي[56]

"زکوٰۃ کے وجوب کی شرط میں سے ایک شرط ہمارے نزدیک بلوغت ہے سو بچے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے"

٣۔امام کاسانی، حضرت ابن مسعودؓ کا قول ذکر کرتے ہیں کہ ولی یتیم کے سال شمار کرے گا اور جب وہ بالغ ہو تو ولی اسکو زکوٰۃ کے بارے میں خبر دے۔اس کے بعد فرماتے ہیں:

وهذا إشارة إلى أنه تجب الزكاة لكن ليس للولي ولاءة الإداء وهو قول ابن أبي ليلىٰ حتى قال لو أداها الولي من ماله ضمن[57]

54۔ شیبانی، کتاب الآثار/١٧١

Shībāny, Kitāb-al-Aathār: 171

55۔ شیبانی، محمد بن حسن (م١٨٩ھ)، الجامع الصغیر/١٢٥، عالم الکتب، بیروت، لبنان

Shībāny, Muhammad Bin Hassan (189AH), Al-Jami` al-Saghīr/125, `alam al-Kutub, Bīrūt, Lubnān.

56۔ کاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن مسعود (م٥٨٧ھ) بدائع الصنائع، ٢/٧٩، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

Kāsāny, `alāū-al-Ddīn Abū Bakr Bin Ma`ūd (587AH) Badāī`-al-Sanāī`, 2/79,Maktabah Rashīdīah, Qūitah.

57۔ ایضاً

Ibid.

"اور یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن ولی کو ولایت اداء حاصل نہیں ہوتی اور یہی ابن ابی لیلیٰ کا قول ہے یہاں تک کہ اگر ولی اس کے مال سے ادا کرے تو وہ ضامن ہو گا"

سو اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ یتیم کے مال پر واجب ہوتی ہے مگر ولی کو اس کی ادائیگی کی ولایت حاصل نہیں ہے جبکہ احناف کا معروف موقف یہی ہے کہ مال یتیم میں زکوٰۃ واجب ہی نہیں ہوتی۔

۴۔ احناف کے نزدیک سفیہ کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور ولی اس سے زکوٰۃ نکالے گا۔ امام مرغینانی کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

ویخرج الزکوٰۃ من مال السفیه لأنها واجبة علیه[58]

"اور وہ (ولی) سفیہ کے مال سے زکوٰۃ ادا کرے گا کیونکہ وہ اس پر واجب ہے"

بالاختصار احناف کے حوالے سے محجور افراد کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کے ضمن میں درج ذیل امور ثابت ہوئے:

i۔ سفیہ کے مال سے ولی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ ii۔ یتیم کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

مالکیہ:

مالکیہ کے نزدیک زکوٰۃ کے وجوب کیلئے بلوغت اور عقل شرط نہیں ہے۔ المدونۃ الکبریٰ میں ہے:

ولا يشترط في ذلک البلوغ والعقل بخلاف الصلوة والدليل على ذلک قول الله تبارک و تعالى خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها[59] والطهر والتزكية تصح دونهما فكانت الآية عامة في الصغير والكبير والعاقل والمجنون [60]

---

[58]۔ مرغینانی، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل (۵۹۳ھ) الھدایۃ، ۲/۲۵۴، مکتبہ شرکۃ علمیۃ، ملتان

Marghīnāny, `aly Bin Abi Bakr Bin `abdul Jalīl (593 AH) Al-Hidāīah, 2/254,Maktabah Shirkah `ilmīah, Multān.

[59]۔ التوبہ، (۹)/۱۰۳

Al Qur'ān,:9/103

[60]۔ سحنون، عبد السلام بن حبیب تنوخی (م ۲۴۰ھ) المدونۃ الکبریٰ، ۲/۶۷۶، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

Suhnoūn, `abd-al-Salām Bin Habīb Tanūkhy(240 AH) Al-Mudaūūanat-al-Kubrā, 2/676, Dār-al-Fikr, Bīrūt, Lubnān,1419H/1998 AD.

"اور نماز کے برعکس زکوۃ کے وجوب میں بلوغت اور عقل شرط نہیں ہے اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: تم ان کے مالوں سے صدقہ (زکوۃ)لوتاکہ تم ان کو اس سے پاک اور صاف کرو۔اور طہارت و پاکیزگی بلوغت و عقل کے بغیر بھی صحیح ہے۔سو یہ آیت بچے، بڑے، عقلمند اور مجنون کے حق میں عام ہے"

اس کے بعد "وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ"[61] کے حوالے سے المدونۃ میں ہے:

لأن الله إنما جمع بينهما في الوجوب جملة لا في أن الزكوٰة لاتجب إلا على من تجب الصلوة كما تجب الصلاة على العبد ولا تجب عليه الزكاة عندهم وتجب الزكاة على الحائض عند الجميع ولا تجب عليها الصلاة فكذلک تجب الزكاة على الصبي والمجنون عندنا وان لم تجب عليها الصلاة وهذا بين [62]

"کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوۃ کو صرف وجوب میں جمع کیا ہے نہ اس بات میں کہ جس آدمی پر نماز واجب ہو گی اسی پر زکوۃ واجب ہو گی جیسے غلام پر نماز واجب ہے اور اس پر زکوۃ ان کے ہاں لازم نہیں ہے اور تمام کے نزدیک حائضہ پر زکوۃ واجب ہے اور نماز واجب نہیں ہے۔سو اسی طرح ہمارے نزدیک بچے اور مجنون پر زکاۃ واجب ہے اگرچہ ان پر نماز واجب نہیں اور یہ (نماز اور زکوۃ کے مابین) واضح فرق ہے"

۲۔مالکیہ کے نزدیک زکوۃ کے باب میں مجنون کا حکم بچے جیسا ہے۔امام سحنون فرماتے ہیں:

قلت هل في أموال الصبيان والمجانين زكاة؟قال سألت مالكاً عن أموال الصبيان فقال في أموالهم الصدقة و في حروثهم وناضهم وفي ماشيتهم و فيما يريدون للتجارة قال ابن القاسم والمجانين عندي بمنزلة الصبيان [63]

"میں نے پوچھا کیا بچوں اور مجنونوں کے مالوں میں زکاۃ ہے؟فرمایا میں نے امام مالک سے بچوں کے مالوں کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا ان کے مالوں میں زکوۃ ہے اور ان کی کھیتیوں میں اور ان کے درختوں میں اور انکے مویشیوں

61۔البقرۃ،(۲)/۴۳

Al Qur'ān,: 2/43

62۔سحنون،المدونۃ الکبریٰ،۲/۷،۶۷۶

Suhnoūn, Al-Mudaūūanat-al-Kubrā:2/676,7

63۔ایضاً،۱/۲۴۴

Ibid:1/244

میں اور انکے اس مال میں جن سے وہ تجارت کا ارادہ کرتے ہوں۔ابن القاسم نے فرمایا مجنون میرے نزدیک بچوں کی طرح ہیں"

۳۔صبی اور مجنون کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی ان کی نیت کے بغیر بھی درست ہے: المدونۃ میں ہے:

تجزي الصبي والمجنون إذا أخذت من أموالهما وإن لم تصح النية منهما[64]

"بچے اور مجنون کی طرف سے زکوٰۃ کافی ہوگی جب ان کے مالوں سے لیا جائے اگرچہ دونوں کی طرف سے نیت نہ ہو"

۴۔مالِ یتیم سے زکوٰۃ کی ادائیگی ولی کے فرائض میں سے ہے: امام قرطبیؒ فرماتے ہے:

وعليه أن يؤدى الزكاة من سائر أمواله[65]

"اور اس (ولی) پر لازم ہے کہ وہ اس (یتیم) کے تمام اموال میں سے زکوٰۃ ادا کرے"

مالکیہ کے نزدیک درج ذیل امور ثابت ہوئے:

i۔ مجنون اور بچے کے مال میں زکاۃ واجب ہے۔دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ii۔ نماز واجب نہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ لازم ہو سکتی ہے۔

iii۔ زکوٰۃ کے وجوب کیلئے عقل اور بلوغت شرط نہیں ہے۔

شوافع:

شوافع کے نزدیک مجور افراد کے اموال میں زکوٰۃ واجب ہے۔اس حوالے سے شافعی فقہاء کی آرا حسب ذیل ہیں:

ا۔آزاد لوگوں میں سے ہر مالک پر زکوٰۃ لازم ہے خواہ وہ بچہ ہو خواہ معتوہ خواہ عورت،ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔امام شافعی فرماتے ہیں:

64۔ایضاً،۲/۶۷۳

Ibid:2/673

65۔قرطبیؒ، محمد بن احمد اندلسی (م ۶۷۱ھ) الجامع لاحکام القرآن، ۵/۴۰، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

Qartuby, Muhammad Bin Ahmad Andulsy (671AH) Al-Jami`Li Ahkām-al-Qurān,40/5, Maktabah Rashīdīah, Qūitah.

وتجب الصدقة على كل مالك تام الملك من الأحرار وإن كان صبياً أو معتوماً أو إمراةً لا إفتراق في ذلک بينهم[66]

"اور مکمل ملکیت والے آزاد مالک پر زکوٰۃ لازم ہے خواہ وہ بچہ ہو خواہ معتوہ ہو خواہ عورت ہو۔ان کے مابین کوئی فرق نہیں ہے"

۲۔ولی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ مجور افراد کے مال سے زکوٰۃ ادا کرے۔امام نووی کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

ويجب على الولي من ينفق عليه ويكسوه بالمعروف ويخرج من أمواله الزكاة[67]

"اور ولی پر لازم ہے کہ وہ مولیٰ علیہ پر خرچ کرے اور اس کو اچھے طریقے سے لباس پہنائے اور اس کے اموال سے زکاۃ ادا کرے"

۳۔وصی بھی مال یتیم سے زکوٰۃ ادا کرے گا:امام شافعی فرماتے ہیں:

يخرج الوصي من مال اليتيم كل ما لزم من زكوٰة ماله[68]

"وصی مال یتیم میں سے جو زکوٰۃ لازم ہو گی، کو ادا کرے گا"

شوافع کے نزدیک زیر مجور کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کے حوالے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

i۔ زکوٰۃ بچے اور معتوہ پر لازم ہے۔اسمیں کوئی فرق نہیں ہے۔

ii۔ ولی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ مجور افراد کے مال سے زکوٰۃ ادا کرے۔

iii۔ وصی بھی یتیم کے مال سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔

حنابلہ:

حنابلہ کے نزدیک مجور افراد کے مال میں سے زکوٰۃ واجب ہے۔حنبلی فقہاء کی آراء حسب ذیل ہیں:

66۔شافعی، محمد بن ادریس(م ۲۰۴ھ) کتاب الام، ۲/۳۴۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء
Shāfi`y, Muhammad Bin Idrīs (2004 AH) Kitāb-al-Ȧmm, 2/340, Dār Ahya-al-Turāth-al-`araby, Bīrūt, Lubnān, 1422 H/2001AD.

67۔نووی، ابوزکریا یحیٰی بن شرف(م ۶۷۶ھ) روضۃ الطالبین، ۳/۴۲۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء
Naūaūy, Abū Zakarīīa īahīa Bin Sharīf (674AH) Raūdhat-al-Tālibiīn, 3/425, Dār-al-Kutub-al-`ilmīah, Bīrūt, Lubnān,1421AH/2000AD.

68۔شافعی، کتاب الام، ۴/۱۲۱
Shāfi`y, Kitāb-al-Ȧmm: 4/121

۱۔امام ابن قدامہ بچے اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

إن الزكوٰة تجب في مال الصبي والمجنون[69] "بے شک زکوٰۃ بچے اور مجنون کے مال میں لازم ہے"

۲۔بچے اور مجنون کی طرف سے ولی زکوٰۃ ادا کریں گے۔امام ابن قدامہ نے توصراحت کے ساتھ اس مؤقف پر تفصیلی بحث کی ہے۔[70]

اسی طرح امام ابن تیمیہ (عبدالسلام) فرماتے ہیں: ويخرج عن الصبي والمجنون وليهما[71]

"اور بچے اور مجنون کی طرف سے ان کے ولی زکوٰۃ ادا کریں گے"

حنابلہ کے نزدیک مجور افراد کے مال سے زکوٰۃ کے حوالے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

i۔ مجنون اور بچے کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے۔

ii۔ ان کی طرف سے ولی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

iii۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں ولی کی نیت کا اعتبار ہے۔

جعفریہ:

فقہ جعفریہ میں مجور افراد کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی تجارت کے ساتھ مشروط ہے۔اگر ان افراد کے مال کو تجارت میں لگایا جائے تو پھر زکوٰۃ لازم ہو گی اور اگر ان افراد کے مال سے تجارت نہیں کی جاتی تو پھر زکوٰۃ بھی لازم نہیں ہے۔[72]

---

[69]۔ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ(م ۶۲۰ھ)المغنی، ۲/۳۹۰،دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

Ibn-e-Qudāmah, `abdullah Bin Ahmad Bin Muhammad Bin Qudāmah (620AH) Al-Mughny, 2/390, Dār al-Kutub al-`ilmiīīah, Bīrūt, Lubnān.

[70]۔ایضاً/۳۹۱

Ibid:391

[71]۔ابن تیمیہ، عبدالسلام بن عبداللہ بن الحضر (م ۶۵۲ھ)، المحرر فی الفقہ، ۱/۳۱۶،دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

Ibn-e-Tīmīīah, `abd-al-Slām Bin `abdullah Bin-al-Khadhr(652AH) Al-Muharrar Fy-al-Fiqh:1/316, Dār al-Kutub al-`ilmiīīah, Bīrūt, Lubnān.

[72]۔طوسی، الاستبصار، کتاب الزکوٰۃ، ۳/۲۹

Tūsy, Al-Istibsār,Kitāb-al-Zakāt,Bāb Zakāt: 3/29

خلاصہ ءکلام:

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ زیر ولایت افراد کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کے حوالے سے چار موقف ہیں:

پہلا موقف: احناف کے مطابق سفیہ کے مال میں زکوٰۃ لازم ہے جبکہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں:

وقالت طائفة من أهل العلم ليس في مال اليتيم زكوٰة و يقول سفيان الثوري و عبد الله بن مبارك و عمرو بن شعيب وهو ابن محمد بن عبد الله بن عمرو بن العاص [73]

"اور اہل علم کے ایک گروہ(احناف) نے کہا کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے اور یہی بات سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک، عمروبن شعیب اور یہ محمد بن عبداللہ بن عمروبن العاص کے بیٹے ہیں نے فرمائی ہے"

اس طرح امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:

فقال الحسن و سعيد بن المسيب و سعيد بن جبير وأبووائل والنخعي وأبوحنيفة لا تجب الزكوٰة في أموالهما [74]

"اور حسن بصری، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، ابووائل، نخعی اور ابوحنیفہ کے نزدیک ان کے مالوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، عمروبن شعیبؒ، حسن بصریؒ، سعید بن مسیبؒ، سعید بن جبیرؒ، ابووائلؒ، نخعیؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مال یتیم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے"

دوسرا موٴقف: دوسرا موٴقف یہ ہے کہ بچے اور معتوہ کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مگر ادا نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ بالغ اور تندرست ہو جائیں، تو ان کو بتایا جائے گا، چاہیں تو زکوٰۃ ادا کریں چاہیں تو ادا نہ کریں۔یہ موٴقف احناف کے قریب ہے کیونکہ اگر حقیقتاً زکوٰۃ واجب ہوتی تو لازمی طور پر ادائیگی کا حکم ہوتا۔امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:

---

[73]۔ترمذی، الجامع، ابواب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی زکوٰۃ مال الیتیم، ۱/۱۳۹

Tirmiḍy, Al-Jāmi`,Abūāb-al-Zakūāt,Bāb Mā Jāʾa Fī Zakūāt-e- Māl-al- Yatīm :1/139.

[74]۔ابن قدامہ، المغنی، ۲/۳۹۰

Ibn-e-Qudāmah, Al-Mughny: 2/390.

ويحكي عن ابن مسعود والثوري والأوزاعي أنهم قالوا تجب الزكوٰة ولا تخرج حتى يبلغ الصبي ويفيق المعتوه وقال ابن مسعود إحص مايجب فى مال اليتيم من الزكوٰة فاذا بلغ إعلمه فإن شاء زكى وإن لم يشأ لم يزك [75]

"اور ابن مسعودؓ، ثوری اور اوزاعی سے حکایت کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور ادا نہیں کی جائے گی یہاں تک بچہ بالغ اور معتوہ کو افاقہ ہو جائے اور ابن مسعودؓ نے فرمایا مال یتیم میں جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کو شمار کرو سو وہ بالغ ہو تو اس کو بتادو چاہے تو زکوٰۃ ادا کرے اور اگر نہ چاہے تو زکوٰۃ ادا نہ کرے"

امام ترمذی نے سفیان ثوری کا ذکر مال یتیم میں عدم وجوب کے قائلین میں سے کیا ہے جبکہ امام ابن قدامہ نے ان کا ذکر دوسرے موقف کے قائل اکابر میں کیا ہے۔

تیسرا موٴقف: تیسرا موٴقف یہ ہے کہ اگر مالِ یتیم کے ساتھ تجارت کی جائے تو پھر زکوٰۃ لازم ہو گی اور اگر اس کے ساتھ تجارت نہ کی جائے تو پھر زکوٰۃ لازم نہں ہو گی۔ اور تجارت کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ سال کے اکثر اوقات کے اعتبار سے کیا جائے گا جیسے آٹھ ماہ تجارت ہو اور چار ماہ نہ ہو تو پھر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اور دیگر جعفری فقہاء کا یہی موقف ہے۔ [76]

چوتھا موٴقف: امام مالک، امام شافعی اور امام ابن حنبل کا مشترکہ موٴقف یہ ہے کہ بچہ اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اولیاء ان کی طرف سے زکوٰۃ ادا کریں گے۔ [77] اس بارے یہی موٴقف امام ابن حزم کا ہے۔ [78]

---

[75] ۔ ایضاً

Ibid.

[76] ۔ طوسی، الاستبصار، کتاب الزکوٰۃ، الزکوٰۃ فی مال الیتیم، ۲/۲۹

Tūsy, Al-Istibsār,Kitāb-al-Zakāt,Bāb-al-Zakāt Māl-al- Yatīm:2/29

[77] ۔ ترمذی، الجامع، ابواب الزکوٰۃ، ماجاء فی مال الیتیم، ۱/۱۳۹

Tirmiḍy, Al-Jāmi`,Abūāb-al-Zakūāt,Bāb Mā Jā̓a Fī Zakūāt-e- Māl-al-atīm:1/139

[78] ۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید (م ۴۵۶ھ) المحلی، ۵/۱۳۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

Ibn-e Hazm, Abū Muhammad `ali Bin Ahmed Bin Sa`īd (454AH) Al-Mahallā, 5/139,Dār-o-Ahīā al-Turāth-al-`araby, Bīrūt, Lubnān.

مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ اور آئمہ مجتہدین کے علاوہ حضرت عائشہؓ، قاسم بن محمد، عبید اللہ بن ابی رافع، عطاء، شعبی، ابن سیرین اور طاؤس کے حوالے سے مال یتیم میں وجوب زکوٰۃ کے اقوال گذشتہ صفحات میں چکے ہیں۔ حنفی فقہاء و علماء زیر ولایت افراد کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کے قائل نہیں ہیں۔ اس لیے بر صغیر کے علماء نے بھی اس پر عام طور پر بحث نہیں کی تاہم سید ابوالاعلیٰ مودودی اس مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے مذکورہ بالا چار مسالک کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور چوتھے مسلک کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یتیم کے مال کی زکوٰۃ واجب ہے اور اس کو ادا کرنا اس کے ولی کے ذمے ہے۔ ہمارے نزدیک یہی چوتھا مسلک زیادہ صحیح ہے"[79] اس ضمن میں مزید فرماتے ہیں:

"فاتر العقل لوگوں کے معاملے میں بھی اسی نوعیت کا اختلاف ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے اور اس میں بھی ہمارے نزدیک قول راجح یہی ہے کہ مجنون کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے اور اسکا ادا کرنا مجنون کے ولی کے ذمے

احناف کے نزدیک وجوب زکوٰۃ کیلئے بلوغت اور عقل کی شرط، ابن مسعودؓ اور اکابر تابعین کے مالِ یتیم میں زکوٰۃ کے عدم وجوب کے اقوال کے باوجود حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی حدیث کا مضمون (خبردار جو کوئی ایسے یتیم کا ولی بنے جسکا مال ہو تو وہ اس مال کی تجارت کرے اور اسے ترک نہ کرے تاکہ زکوٰۃ اسے کھا نہ جائے)، حضرت عمرؓ، علیؓ، عائشہؓ اور ابن عمرؓ کے اقوال، اکابر تابعین کے اقوال، آئمہ ثلاثہ اور امام ابن حزم کے موقف، جائیداد میں ولی کے تقرر کی حکمت اور احناف کے نزدیک مال یتیم میں عشر کے وجوب کے موقف کے سبب مالِ یتیم میں وجوب زکوٰۃ کا موقف بہتر اور راجح ہے۔

نتائج بحث:

اس مضمون کے نتائج بحث ذیل ہیں:

۱۔ مجور افراد میں یتیم، مجنون، معتوہ اور سفیہ شامل ہیں۔

---

[79]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ (م ۱۹۷۹ء) معاشیاتِ اسلام/۳۳۵، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۱ء

Maūdūdy, Saīiad Abū-al-A`lā (1979AD)Ma`āshiīāt-e-Islām/335,Islamic Publications, Lāhore, 1981AD.

[80]۔ ایضاً/۳۳۶

Ibid:336

۲۔ زکوٰۃ کے لغوی معنٰی نشوونما اور پاکیزگی کے ہیں اور اصطلاحی طور پر مال کے ایک حصے کو مخصوص مال میں سے مخصوص مالک کے لیے لازم کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

۳۔ سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، عمرو بن شعیب، حسن بصری، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، ابو وائل، نخعی اور ابو حنیفہ کے نزدیک مال یتیم میں واجب نہیں ہے۔

۴۔ بچے اور معتوہ کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مگر ادا نہیں کی جاتی یہاں تک کے وہ بالغ اور تندرست ہو جائیں تو ان کو بتایا جائے گا۔ چاہیں تو وہ زکوٰۃ ادا کریں چاہیں تو ادا نہ کریں۔ یہ موقف ابن مسعود اور اوزاعی کا موقف ہے۔ یہ نقطہ نظر احناف کے عمومی موقف کے قریب تر ہے کیونکہ اگر حقیقتاً زکوٰۃ واجب ہو تو لازمی ادائیگی کا حکم ہو گا۔

۵۔ مال یتیم کے ساتھ تجارت کی جائے تو پھر زکوٰۃ لازم ہو گی اور اگر تجارت نہ کی جائے تو پھر زکوٰۃ لازم نہیں ہو گی۔ فقہ جعفریہ کا یہ موقف ہے۔

۶۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا موقف یہ ہے کہ نابالغ اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اولیاء ان کی طرف سے زکوٰۃ ادا کریں گے۔

۷۔ فاتر العقل اور یتیم کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا موقف راجح اور بہتر محسوس ہوتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License